فلاح دارین

مفت سلسلہ اشاعت کتب ۱۲

لطائف المنن

دوسرا باب

مؤلف:

عارف ومعرّف، واصل ومُوصِل، قطب وغوث

شیخ احمد بن عطاء اللہ اسکندری رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: شیخ طریقت، رہبر شریعت

مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی مدظلہ العالی

(جنرل سیکریٹری طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل، رئیس دارالافتاء جامع طوبیٰ)

ناشر: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)

نام کتاب: لطائف المنن (دوسراباب)
مؤلف: شیخ عطاءاللہ الاسکندری القادری الشاذلی
مترجم: مفتی محمد ابوبکر صدیق القادری الشاذلی
تعداد: ۱۰۰۰(ایک ہزار)
ناشر: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ (انٹرنیشنل)
جامع مسجد طوبیٰ ودارالافتاء جامع طوبیٰ، ملت گارڈن
سوسائٹی، نزد محبت نگر، ملیر۔15
0321-2762847

UK کے رہنے والے حضرات اس کتاب کے حصول کے لئے
جناب خلیفہ ملک محمد ناصر محمود صاحب (نوٹنگھم) سے درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں
07735415048

عرضِ مدعا

الحمد للّٰه والصلاة والسلام علی رسول اللّٰه وعلی آله وأصحابه وأهل بيته وذريته أجمعين.

الحمد للہ طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ کے مفت سلسلۂ اشاعت کتب بنام **"فلاح دارین"** کی بارہویں کتاب **"لطائف المنن (دوسرا باب)"** آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

حضرت شیخ عطاء اللہ اسکندری محدث سلسلہء شاذلیہ کے عظیم بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ کے شیخ حجت صوفیہ حضرت شہاب الدین ابوالعباس بن عمر انصاری مُرسی ہیں اور ان کے پیرومرشد، سلسلہء شاذلیہ کے بانی امام، قطب، شیخ ابوالحسن شاذلی ہیں۔ شیخ عطاء اللہ الاسکندری علیہ الرحمہ نے ان دونوں بزرگوں کے احوال پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے،

"لطائف المنن فی مناقب أبی العباس وشیخہ أبی الحسن"

شیخ طریقت، رہبر شریعت مفتی ابوبکر صدیق صاحب نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ شروع فرمایا ہے تاکہ عوام الناس بلکہ خواص اہل علم ان بزرگوں کے اقوال، اعمال اور ان کے بیان کردہ اوراد سے استفادہ کریں۔ یہ رسالہ اس کتاب کا دوسرا باب ہے جبکہ مقدمہ اور پہلا باب اس رسالے سے پہلے شائع ہو چکا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عظیم کام کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا

فرمائے۔آمین

جو حضرات ''فلاح دارین'' کے اس سلسلہ کے ممبر بننا چاہیں وہ ایک سال کے ڈاک کا خرچہ روپے بھیج کر اس کے ممبر بن سکتے ہیں، ان شاء اللہ ہر ماہ ایک کتاب ان کے ایڈریس پر روانہ کر دی جائے گی اور جو حضرات اس سلسلے میں تعاون کرنا چاہیں وہ درج ذیل نمبر پر فون کر کے رابطہ کر سکتے ہیں:

موبائل: 0333-3786913

ادارہ: طوبیٰ ویلفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل

دوسرا باب

قطب الزمان

امام ابوالحسن الشاذلی

رحمۃ اللہ علیہ

آپ شیخ ، امام، حجۃ صوفیہ،علم مھتدین، زین عارفین، استاذ اکابر، معارف سنیہ ومفاخر میں یکتائے زمانہ، عالم باللہ، اللہ پر دلالت کرنے والے، زمزم أسرار، معدن أنوار، قطب غوث تقی الدین أبوالحسن علی بن عبداللہ بن عبدالجبار بن تمیم بن ھرمز بن حاتم بن قصی بن یوسف بن یوشع بن ورد بن بطال بن احمد بن محمد بن عیسی بن محمد بن حسن بن امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ شاذلی کے نام سے معروف ہیں۔مغرب بعید میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ کا ظہور شاذلہ میں ہوا۔شاذلہ تونس سے قریب ایک شہر ہے اور اسی کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں۔آپ نے خوب سیاحت کی، متعدد مقامات پر قیام فرمایا، زبردست علوم کے حامل تھے۔آپ نے طریقت میں اُس وقت قدم رکھا جب آپ علوم ظاہرہ میں مناظرہ کے قابل ہوگئے تھے۔

شیخ صفی الدین ابومنصور رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اپنی کتاب میں کیا اور آپ کی خوب ثناء کی۔ شیخ قطب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اُن مشائخ کی فہرست میں ذکر کیا کہ جن سے اُن کی ملاقات ہوئی اور انھوں نے ثناء کی۔شیخ ابوعبداللہ بن نعمان نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کیا آپ کے حق قطبیت کی گواہی دی۔ اسی طرح شیخ عبدالغفار بن نوح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الوصید'' میں آپ کا تذکرہ کیا اور ثناء بیان کی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قطبیت میں نہ تو کسی روشن دل والے کو اختلاف تھا اور نہ کسی صاحب بصیرت کو شک تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے راہ طریقت

میں ایک حیرت انگیز راہ سے روشناس کرایا، آپ نے علم حقیت کی باگیں کھول دیں، سالکین کے لئے میدان وسیع کردیا یہاں تک کہ میں نے شیخ مفتی الاسلام تقی الدین محمد بن علی قشیری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ: ''میں نے شیخ ابوالحسن شاذلی سے بڑھ کر کسی کو عارف باللہ نہ پایا۔'' مجھے شیخ عارف باللہ مکین الدین اسمر نے بتایا کہ، ''میں منصورہ میں ایک خیمہ میں حاضر ہوا جس میں شیخ، امام، مفتی الأنام عزالدین بن عبدالسلام، شیخ مجدالدین بن تقی الدین علی بن وھب قشیری مدرس، شیخ محی الدین بن سراقہ، شیخ مجدالدین اُخمیمی، اور شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہم موجود تھے۔ رسالہ قشیریہ پڑھا جارہا تھا اور دیگر لوگ اُس پر گفتگو کر رہے مگر شیخ ابوالحسن شاذلی خاموش تھے۔ یہاں تک ان لوگوں نے اپنی رائے کا اظہار کر کے عرض کی، اے ہمارے سردار ہم آپ سے بھی کچھ سننا چاہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ زمانے کے سردار اور بڑی شخصیات ہو اور آپ لوگ کلام فرما چکے۔ اُنھوں نے درخواست کی کہ ہم آپ سے بھی کچھ سننا چاہتے ہیں۔'' شیخ مکین الدین فرماتے ہیں کہ، ''شیخ ابوالحسن شاذلی ایک لمحے کے لئے خاموش ہوئے پھر آپ نے اسرارِ عجیبہ وعلومِ جلیلہ کے ساتھ کلام فرمایا۔ چنانچہ شیخ عزالدین کھڑے ہو گئے، صدر خیمہ سے نکلے اور اپنی جگہ چھوڑ کر کہنے لگے کہ اس حیرت انگیز اور اللہ سے قریب العہد کلام کو سنو!''

مجھے خبر دی شیخ ابوعبداللہ بن الحاج نے، انھوں نے فرمایا کہ مجھے خبر دی شیخ ابوزکریا یحی بن بلنسی نے، انھوں نے فرمایا، ''میں نے شیخ ابوالحسن شاذلی

رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی پھر میں نے اندلس کا سفر اختیار کیا۔ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے رخصت ہوتے وقت فرمایا کہ جب تم اندلس پہنچو تو شیخ ابوالعباس بن مکنون سے ملاقات کرنا کیونکہ ابوالعباس بن مکنون وجود پر مطلع ہوگئے ہیں اور انھوں نے جان لیا ہے کہ وہ کہاں ہے جبکہ لوگوں کو ابوالعباس کی خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے۔'' شیخ یحیٰ بلنسی نے فرمایا کہ، ''جب میں اندلس پہنچا تو شیخ ابوالعباس بن مکنون کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب اُن کی نظر مجھ پر پڑی تو مجھ سے فرمایا حالانکہ وہ مجھے پہلے سے نہیں جانتے تھے کہ اے یحیٰ! تم آ گئے۔ اللہ ہی کے لئے حمد ہے کہ جس نے آپ کو قطب زمان سے ملایا۔ اے یحیٰ جو بات تم کو شیخ ابوالحسن شاذلی نے بتائی وہ کسی کو نہ بتانا۔''

رشیدالدین بن رالیس نے مجھے خبر دی کہ، ''میرے اور کسی دوسرے شیخ کے مرید کے مابین بحث چھڑ گئی۔ میں شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اُن سے ہماری گفتگو ذکر کی تو شیخ نے فوراً فرمایا کہ تم اس سے کہہ رہے تھے کہ میری تربیت قطب نے کی ہے اور جس کی تربیت قطب کرے اس کی تربیت چالیس ابدال کرتے ہیں۔''

میرے والد نے مجھے خبر دی کہ انھوں نے فرمایا کہ، ''میں شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا پس میں نے انھیں فرماتے سنا کہ اللہ کی قسم جب تم مجھ سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھتے ہو جس کا جواب میرے پاس نہیں ہوتا میں اس کا جواب دوات، چٹائی اور دیوار پر لکھا دیکھ لیتا ہوں۔

ہمارے ایک پیر بھائی نے مجھے خبر دی کہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھ پر مدد الٰہی اترتی ہے تو میں اسے پانی میں تیرتی مچھلی اور ہوا میں اڑتے پرندے میں جاری ہوتے دیکھتا ہوں۔ شیخ امین الدین جبریل حاضر تھے، انھوں نے شیخ سے عرض کی کہ پھر تو آپ قطب ہیں، آپ قطب ہیں۔ تو شیخ ابوالحسن نے فرمایا کہ میں عبداللہ ہوں میں عبداللہ ہوں۔

مجھے ایک پیر بھائی نے خبر دی کہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اللہ نے کسی کو ولی نہیں بنایا مگر اسے ولی بنانے سے پہلے اُس کی محبت میرے دل میں ڈالی او کسی بندے کو دور نہیں فرمایا مگر اسے دور کرنے سے پہلے اُس کا بغض میرے دل میں ڈالا۔

ایک پیر بھائی نے مجھے خبر دی کہ جب شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس تشریف لائے تو اپنے گھر جانے سے پہلے شیخ امام عزالدین بن عبدالسلام کے یہاں تشریف لے گئے۔ اور اُن سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام کہتے ہیں۔ شیخ عزالدین نے بطور عاجزی خود کو اس کا اہل نہ جانا۔ پھر شیخ عزالدین کو قاہرہ میں خانقاہ صوفیہ میں مدعو کیا گیا اور ان کے ساتھ محی الدین ابن سراقہ، شیخ عارف باللہ محی الدین ابن عربی کے اصحاب میں سے ابوالعلم یاسین بھی تھے۔ محی الدین ابن سراقہ نے شیخ عزالدین سے کہا کہ اے میرے سردار! آپ کو مبارک ہو اس بات (بارگاہ رسالت سے سلام) کی جو ہم نے سنی ہے۔ اللہ کی قسم یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس زمانے میں بھی ایسے

لوگ ہیں جنھیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام بھیجتے ہیں۔ شیخ عزالدین نے کہا کہ اللہ ہمارا پردہ رکھے۔ چنانچہ شیخ ابوالعلم یاسین نے کہا اے اللہ معاملے کو کھول دے تاکہ ہمیں حق و باطل میں تمییز ہو جائے۔ پھر انھوں نے قوال کو اشارہ کیا کہ وہ کلام پڑھے درآنحالیکہ قوال ہم سے اتنی دور تھا کہ ہماری گفتگو نہیں سن سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلے یہ کہا کہ

صدق المحدث والحدیث کما جری   وحدیث أھل الحق مالا یفتری

ترجمہ: سچا ہے کہنے والا اور اس کی بات جیسے کہ معاملہ ہوا اور اہل حق کی بات جھوٹ نہیں ہوتی۔

یہ کلام سن کر شیخ عزالدین کھڑے ہو گئے اور بہت خوش ہوئے اور تمام لوگ ان کے لئے کھڑے ہو گئے۔

مجھے فقیہ مکین الدین اسمر رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی اور فرمایا، ''میں نے حق کا خطاب سنا ہے۔'' میں نے ان سے سوال کیا، ''وہ خطاب کیسا تھا؟'' تو انھوں نے فرمایا، ''اسکندریہ میں ایک نیک آدمی نے شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کی۔ پھر وہ علوم اور خلاف عادت کلام جو اس نے شیخ ابوالحسن شاذلی سے سنے تھے اس کے ظرف سے زیادہ ہو گئے اور اس کی عقل اسے برداشت نہ کر سکی۔ چنانچہ وہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے جدا ہو گیا۔ ایک رات اچانک میں نے سنا کہ فلاں نے اس وقت ہم سے چھ دعائیں کی ہیں۔ اگر وہ اپنی دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ شیخ ابوالحسن شاذلی سے کہے

کہ ہم نے اِس اِس طرح دعائیں کی ہیں، آپ میری ان دعاؤں میں اعانت کر دیں۔'' شیخ مکین الدین فرماتے ہیں کہ، ''پھر وہ خطاب منقطع ہو گیا میں نے وہ وقت پہچان لیا کہ جس وقت اس شخص نے دعا کی تھی۔ پھر صبح کے وقت میں اس شخص کے پاس گیا اور کہا کہ گذشتہ رات تم نے اللہ سے چھ دعائیں مانگی ہیں۔ اور تم نے فلاں فلاں دعائیں مانگی ہیں یہاں تک میں اسے چھ کی چھ دعائیں گنوا دیں۔ اس نے کہا! ہاں۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ تمھاری دعائیں قبول کر جائیں؟ اس کہا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ اگر وہ اپنی دعا کی قبولیت چاہتا ہے تو شیخ ابوالحسن شاذلی سے ملے۔''

میں نے ہمارے شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر تم میرے صاحب بننا چاہتے ہو تو کسی سے سوال نہ کرو۔ چنانچہ میں اس بات پر ایک سال تک قائم رہا۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اگر تم میرے صاحب بننا چاہتے ہو تو کسی سے کوئی چیز قبول نہ کرو۔ چنانچہ جب مجھ پر کڑا وقت آتا تو میں اسکندریہ میں سمندر کے کنارے نکل آتا اور سمندر کی پھینکی ہوئی گندم چن لیتا اسی طرح وہ سامان جو کشتیوں سے پھینک دیا جاتا تھا۔ ایک دن میں اسی حال میں تھا تو میں دیکھا کہ اولیاء اللہ میں سے عبدالقادر نقاد بھی میری طرح کر رہے ہیں۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ کل رات میں شیخ ابوالحسن شاذلی کے مقام پر مطلع ہوا ہوں۔ میں نے اُن سے کہا کہ شیخ کا مقام کیا ہے؟ انھوں نے

کہا کہ عرش کے پاس ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں شیخ آپ کے لئے اترے ہیں تا کہ آپ ان کو دیکھ سکیں۔ پھر میں اور وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ہم شیخ کے پاس بیٹھ گئے تو شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رات کو میں نے عبدالقادر کو خواب میں دیکھا تو انھوں نے کہا: کیا آپ عرشی ہیں یا کرسی (یعنی آپ کا مقام عرش کے نزدیک ہے یا کرسی کے)؟ میں نے اُن سے کہا کہ آپ اس بات میں پڑیں۔ مٹی زمینی ہے۔ نفس آسمانی ہے۔ دل عرشی ہے۔ روح کرسی (سے متعلق) ہے۔ سر اللہ کے ساتھ بلا أین (بغیر کسی کیفیت کے)۔ اور امر نازل ہوتا ہے اسی کے درمیان سے اور اس کا مشاہدہ کرنا والا اسی میں سے سمجھتا ہے۔

ایک شیخ جو اللہ تک رہنمائی کرنے تھے، اسکندریہ تشریف لائے۔ شیخ مکین الدین اسمر نے کہا یہ مرد لوگوں کو اللہ کے دروازے تک بلاتے ہیں اور شیخ ابوالحسن شاذلی لوگوں کو بارگاہ الٰہی میں حاضر کر دیا کرتے تھے۔ شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مرتبہ میں شیخ ابوالحسن شاذلی کے ساتھ قیروان میں تھا اور رمضان کی ستائیسویں اور جمعہ کی رات تھی۔ شیخ جامع مسجد تشریف لے گئے اور میں بھی ان کی معیت میں تھا۔ جب شیخ مسجد میں داخل ہوئے اور تکبیر تحریمی کہی تو میں نے اولیاء اللہ کو دیکھا کہ آپ پر ایسے گر رہے تھے جس طرح مکھیاں شہد پر گرتی ہیں۔ جب صبح ہوئی اور ہم مسجد سے نکلے تو شیخ نے فرمایا کہ کل بڑی عظیم رات تھی اور وہ لیلۃ القدر تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

زیارت کی ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے کہ، ''اے علی ! اپنے کپڑے میل سے صاف رکھو تمھیں ہر سانس میں اللہ کی مدد سے حصہ ملے گا۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کپڑے کیا ہیں؟ ارشادفرمایا: جان لو! اللہ تعالیٰ نے تمھیں پانچ خلعتیں پہنائی ہیں۔ ۱)خلعت محبت ۲)خلعت معرفت ۳)خلعت توحید ۴)خلعت ایمان ۵)خلعت اسلام۔ پس جس نے اللہ سے محبت کی اس کے لئے ہر شی حقیر ہوگئی۔ جس نے اللہ کو پہچانا اس کے نزدیک ہر شی چھوٹی ہوگئی۔ جس نے اللہ کو واحد مانا وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریگا۔ اور جو اللہ پر ایمان لایا وہ ہر شی سے امن میں آ گیا۔ اور جس نے اللہ کی اطاعت کی وہ مشکل سے اُس کی نافرمانی کریگا اور اگر نافرمانی کرلے گا تو اُس کی بارگاہ میں معذرت کریگا اور اگر وہ معذرت کرلیگا تو اس کی معذرت قبول کرلی جائے گی۔

شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ملکوت الٰہی کی سیر کی۔ میں نے شیخ ابومدین غوث کو عرش کے پائے سے چمٹا پایا۔ وہ سرخ رنگت اور نیلی آنکھوں والے تھے۔ میں نے ان سے عرض کی کہ آپ کے کتنے علوم ہیں اور آپ کا کیا مقام ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ مجھے اکہتر (۷۱) علوم حاصل ہیں اور میرا مقام چوتھے خلیفہ اور سات ابدالوں کے سردار کا ہے۔ میں نے ان سے عرض کی کہ آپ میرے شیخ ابوالحسن شاذلی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ وہ مجھ سے چالیس علوم میں بڑھ کر ہیں اور وہ

ایسا سمندر ہیں کہ جس کا احاطہ ناممکن ہے۔

ہمارے ایک صاحب نے مجھے خبر دی کہ شیخ ابوالحسن شاذلی سے پوچھا گیا کہ آپ کے شیخ کون ہیں۔ انھوں نے ارشاد فرمایا کہ پہلے میں شیخ عبدالسلام بن مشیش کی طرف نسبت کرتا تھا اور اب کسی ایک کی جانب نسبت نہیں کرتا بلکہ دس دریاؤں میں غوطہ زن ہوتا ہوں۔ پانچ دریا انسانوں کے ہیں۔ ۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲) حضرت ابوبکر ۳) حضرت عمر ۴) حضرت عثمان ۵) حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ اور پانچ دریا روحانیین کے ہیں۔ ۱) حضرت جبریل ۲) حضرت میکائیل ۳) حضرت اسرافیل ۴) حضرت عزرائیل علیہم السلام ۵) روحِ اکبر۔

مجھے خبر دی امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند سیدنا مولانا امام عارف باللہ شہاب الدین احمد نے کہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے وقت ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم میں اس طریق میں وہ شی لے کر آیا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہیں لایا۔

یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب آپ کو حمیثرا میں دفن کیا تو وہاں کے پانی سے غسل دیا گیا۔ اس کے بعد سے وہاں پانی کثرت سے ہو گیا اور میٹھا بھی ہو گیا حتیٰ کہ وہ پانی وہاں رکنے والے مسافروں کے لئے پورا پڑنے لگا ورنہ اس سے پہلے ایسا معاملہ نہ تھا۔

شیخ ابوعبداللہ بن نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کچھ اشعار بھیجے جن میں

انھوں نے مجھے شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے وصیت فرمائی۔ وہ اشعار درج ذیل ہیں،

عطاء الٰہ العرش فی الثغر احمد　　سررت بہ فی الصحب فاللہ احمد

ترجمہ: قلعہ میں عرش کے خدا کی عطا ہے میں اس کی حمد کرتا ہوں، میں ان کی صحبت میں مسرور رہوا پس میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔

پھر شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرمایا:

ووارث علم الشاذلی حقیقۃ　　وذلک قطب فاعلموہ واُوحد

ترجمہ: اور حقیقت میں وارث ہیں شاذلی (رحمۃ اللہ علیہ) کے اور وہ قطب ہیں اُن کو پہچانو اور میں انھیں ہی مانتا ہوں۔

رأیت لہ بعد الممات عجائبا　　تدل علی من کان للفتح یجحد

ترجمہ: میں نے اُن کے وصال کے بعد اُن کے ایسے عجائبات دیکھے ہیں جو فتوحاتِ الٰہیہ کے انکار کرنے والے کو بھی ہدایت دیتے ہیں۔

شیخ ابوعبداللہ نے اپنے قول "ان کے ایسے عجائبات دیکھے ہیں" سے پانی کے میٹھے اور کثیر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مجھے ہمارے ایک صاحب نے بتایا کہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا کہ: روئے زمین پر علم فقہ میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی مجلس سے بڑھ کر کوئی مجلس نہیں ہے۔ روئے زمین پر علم حدیث میں شیخ زکی الدین عبدالعظیم کی مجلس سے بڑھ کر کوئی مجلس نہیں۔ روئے زمین پر علم

حقائق میں تمھاری مجلس سے بڑھ کر کوئی مجلس نہیں۔

شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں ''مُرسیہ'' سے تیونس آیا تو اس زمانے میں جوان تھا۔ میں نے شیخ ابوالحسن شاذلی کا تذکرہ سنا۔ ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم ہمارے ساتھ اُن میں بارگاہ میں چلو گے؟ میں نے جواب دیا کہ پہلے استخارہ کروں گا۔ پس میں اُس رات سویا تو میں نے خواب دیکھا گویا کہ میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ رہا ہوں۔ جب میں اس کی بلندی پر پہنچا تو وہاں دیکھا کہ وہاں ایک مرد ہے بیٹھا ہوا ہے جس نے سبز چادر پہنی ہوئی ہے۔اس کے دائیں جانب ایک شخص ہے اور بائیں جانب بھی۔ میں اُس مرد کو دیکھا تو اُس نے کہا کہ تم خلیفۃ الزمان کی خدمت میں پہنچ گئے ہو۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ جب صبح ہوئی تو وہ شخص آ گیا جس نے مجھے شیخ کی بارگاہ میں حاضری کی دعوت دی تھی۔ میں فوراً اس کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ جب ہم شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو میں نے انھیں اُسی صفت پر پایا جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ مجھ پر دہشت طاری ہو گئی۔ شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ تم خلیفہ زمان کی خدمت میں پہنچ گئے ہو۔ تمھارا نام کیا ہے؟ چنانچہ میں نے انھیں اپنا نام ونسب بتایا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ تم دس سال سے ہماری نگاہوں میں ہو۔

شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مغرب سے اسکندریہ آئے تو ہم اسکندریہ کے باہر میدان کے ایک بلند حصے میں ٹھہر گئے۔ ہم غروب آفتاب کے وقت یہاں پہنچے تھے۔ ہم سخت فاقہ اور شدید بھوک میں

مبتلا تھے۔اسکندریہ کے عادل لوگوں میں سے کسی نے ہمیں کھانا بھیجا۔جب شیخ کو اس کھانا کے بارے میں مطلع کیا گیا تو شیخ نے حکم دیا کہ اس کھانے کو کوئی نہ کھائے۔ چنانچہ ہم نے اسی بھوک کے عالم میں رات گذاری۔ جب صبح ہوئی تو شیخ نے نماز پڑھا کر فرمایا کہ دسترخوان بچھادو اور وہ کھانا لے آؤ۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا اور کھانا کھالیا۔ شیخ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں کسی کہنے والے کو کہتے سنا جو مجھ کہہ رہا تھا کہ سب سے بڑھ کر حلال وہ ہے جس کے بارے میں تمھارے دل میں شک نہ گذرے اور نہ ہی تم اس کے بارے میں کسی مرد وعورت سے پوچھو۔

شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اسکندریہ میں رات کو سو رہا تھا تو کسی کہنے والے نے کہا ''مکہ اور مدینہ''۔ جب صبح ہوئی تو میں نے سفر کا عزم کرلیا۔اُس وقت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ شہر قاہرہ میں مقسم کے مقام پر تھے۔ میں وہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں اُن کے سامنے پہنچا تو اُنھوں نے مجھ سے فرمایا کہ ''مکہ اور مدینہ''۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے سردارا میں اسی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں بیٹھ گیا پھر اچانک ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ اے میرے سردار! میں نے حج کا عزم کیا ہے مگر میرے پاس کچھ مال ومتاع نہیں ۔ پس شیخ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تمھارے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ میرے پاس دس

دینار ہیں۔آپ نے فرمایا کہ یہ دس دینار اس آدمی کو دیدو۔ میں وہ دینار اس آدمی کے حوالے کر دیئے۔ پھر شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ کل ساحل پر جانا اور میرے لئے بیس ٹوکرے گندم خرید لینا۔ اگلے دن میں نے ساحل پر جا کر بیس ٹوکرے گندم کے خرید لئے اور انھیں گودام میں رکھ دیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ اس گندم کے بارے میں مجھ سے کہا گیا ہے ان میں گُھن لگے ہیں ہم یہ نہیں لیں گے۔ میں حیران رہ گیا اور مجھے سمجھ نہ پڑی کہ کیا کروں۔ تین دن گذر گئے، گندم والے نے بھی مجھ سے قیمت کا تقاضا نہ کیا۔ چوتھے دن ایک آدمی میرے پاس آیا، جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا کہ کیا آپ ہی اس گندم کے مالک ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا کہ ہاں۔ اُس نے کہا کہ کیا آپ گندم میں ہزار درہم کا فائدہ حاصل کرنا چاہیں گے؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر اس آدمی نے مجھے اس گندم کے عوض ہزار درہم تول کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن ہزار درہم میں ایسی برکت دی کہ اگر میں کہوں کہ آج تک انھیں ہزار درہم سے خرچ کر رہا ہوں تو سچ ہے۔

شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس سال شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا ہم نے ان کے ساتھ سفر کیا۔ جب ہم مقام اُخمیم پر پہنچے تو شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ کل رات میں نے دیکھا گویا کہ میں تاریکی میں سمندر میں ہوں۔ تند ہوائیں چل رہی ہیں اور موجیں طغیانی پر ہیں۔ کشتی میں سوراخ ہو چکا ہے اور ہم ڈوبنے ہی والے ہیں۔ چنانچہ میں کشتی کے کنارے

پر آیا اور کہا، اے سمندر! اگر تجھے میرے اطاعت کا حکم دیا گیا ہے تو یہ اللہ سمیع علیم کا احسان ہے۔ اور اگر تجھے کچھ اور حکم دیا گیا ہے تو حکم اللہ عزیز حکیم ہی کے لئے ہے۔ پس میں سنا کہ سمندر کہہ رہا ہے کہ میں اطاعت کرونگا، میں اطاعت کرونگا۔

پس جب شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور ہم نے انھیں صحرائے عیذاب کے مقام حمیثرا میں دفن کر دیا تو ہم سفر پر روانہ ہو گئے۔ ہم رات کی تاریکی میں سمندر میں تھے۔ جب ہم سمندر کے درمیان پہنچے تو ہوائیں تند اور موجیں طغیانی پر آ گئیں۔ کشتی میں سوراخ ہو گیا اور ڈوبنے کے قریب ہو گئے۔ میں شیخ کا کلام بھول چکا تھا۔ جب معاملہ سخت شدید ہوا تو مجھے شیخ کی بات یاد آ گئی۔ میں کشتی کے کنارے پر آیا اور میں نے کہا اے سمندر! اگر تجھے اولیاء اللہ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے تو یہ اللہ سمیع علیم کا احسان ہے۔ میں نے وہ الفاظ نہ کہے جو شیخ نے کہے یعنی ''تجھے میری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے''۔ اور اگر تجھے کچھ اور حکم دیا گیا ہے تو حکم اللہ عزیز حکیم ہی کے لئے ہے۔ تو میں نے سنا کہ سمندر کہہ رہا ہے کہ میں اطاعت کرونگا میں اطاعت کرونگا۔ پھر سمندر پر سکون ہو گیا اور سفر اچھا گذر گیا۔

شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں بحر عیذاب میں تھا۔ سخت ہوا چل رہی تھی اور کشتی میں سوراخ ہو گیا تھا۔ پس شیخ نے فرمایا کہ میں نے آسمان کو دیکھا کہ آسمان کھلا اور اس میں سے دو فرشتے نازل ہوئے۔ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ

السلام سے زیادہ علم والے ہیں۔دوسرے نے کہا کہ خضر علیہ السلام کا علم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھرایک اور فرشتہ نازل ہوا۔اس نے کہا کہ اللہ کی قسم خضر علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں اتنا ہی علم ہے کہ جیسے ھد ھد کو سلیمان علیہ السلام کے مقابلے میں جب اس نے کہا ''اُحطت بمالم تحط بہ'' (سورہ نمل آیت:۲۲) پس میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچالیا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر مسخر کردیا گیا تھا۔

شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ آپ خضر علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں کیاوہ زندہ ہیں یا انتقال کرگئے؟ شیخ نے جواب دیا کہ تم فقیہ ناصرالدین الأنباری کی خدمت میں جاؤ وہ تمھیں فتوی دیں گے کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ نبی ہیں۔اور شیخ عبدالمعطی اُن سے ملے ہیں اور شیخ ایک لمحے کے لئے خاموش ہوئے پھر فرمایا کہ میں اُن سے ملا ہوں اُن کی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی برابر ہے۔

جان لو کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات سے بارے میں صوفیاء کرام کا اجماع ہے اور ہر زمانے کے اولیاء کی اُن سے ملاقات اور فیض لینے کی خبریں اتنی شہرت کے ساتھ ہیں کہ حدتواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اوران کا انکار ممکن نہیں اور باب میں کثیر حکایات ہیں۔شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحرائے عیذاب میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملا تو انھوں نے دعادی کہ

اے ابوالحسن اللہ تمھیں اپنے لطف جمیل کے ساتھ مصاحبت عطا فرمائے اور وہ تمھارا صاحب ہو تمھارے سفر و حضر میں۔ شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ ابوالسعو د بن شبل سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے جھاڑو دے رہے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت خضر علیہ السلام ان کے پاس تشریف لے آئے اور کہا السلام علیکم، تو ابوالسعو د بن شبل نے اپنا سر اُٹھا کر کہا وعلیکم السلام اور دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا بات ہے مجھ سے ایسے انجان بن رہے ہو گویا کہ مجھے پہچانتے نہیں؟ شیخ ابوالسعو د نے کہا ہاں کیوں نہیں، میں نے آپ کو پہچان لیا ہے کہ آپ خضر ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ تو پھر کیا بات کہ اتنی لاپرواہی سے کام لے رہے ہو؟ شیخ ابوالسعو د نے جواب دیا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوں اور مزید کہا کہ شیخ (یعنی غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ) نے اس معاملہ میں غیر کے لئے کوئی فضیلت نہیں چھوڑی۔

شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرا ساتھی مغرب اقصیٰ میں بحر محیط کے ساحل پر تھے۔ وہاں ایک مسجد تھی جہاں ابدال آیا کرتے تھے۔ پس میرے ساتھی اور میں نے وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے زمین سے چار گز اوپر ہوا میں اپنا مصلیٰ بچھایا ہوا تھا اور اس پر نماز پڑھ رہا تھا۔ چنانچہ میں اور میرا ساتھی اس مصلے کے نیچے کھڑے ہو گئے اور میں اشعار پڑھے،

شغل المحب عن الحبیب بسرہ   فی حب من خلق الھواء وسخرہ

ترجمہ: محبّ محبوب سے غافل ہوگیا اس کے سر کی وجہ سے اس کی محبت میں کہ جس نے ہوا کو پیدا کیا اور اسے مسخر کیا۔

العارفون عقولھم معقولۃ   عن کل کون ترتضیہ مطھرہ

ترجمہ: عارفوں کی عقلیں تمام موجودات سے دور ہیں کہ جن سے پاک ہونا اس کو راضی کرتا ہے۔

فھم لدیہ مکرمون وعندہ   أسرارھم محفوظۃ ومحررۃ

ترجمہ: پس وہ لوگ اس کے نزدیک عزت والے ہیں اور اسی کے پاس اُن کے اسرار محفوظ اور لکھے ہوئے ہیں۔

پس اس شخص نے اپنی نماز مختصر کی اور کہا کہ میں نے یہ کام اِس منکر کی وجہ سے کیا ہے جو تمھارے ساتھ ہے اور میں ابوالعباس خضر ہوں۔ مجھے اپنے ساتھی کے بارے معلوم نہ تھا کہ وہ اولیاء کی کرامات کا انکار کرتا ہے۔ میں اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا کہ کیا تم کرامات اولیاء کا انکار کرتے تھے؟ اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا اب کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا اب سب ظاہر ہو گیا تو اب کیا کہوں۔

شیخ عبدالمعطی اسکندرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے وقت اپنے مرید سے فرمایا کہ یہ جبہ لو۔ جب تک اس جبہ میں رہو گے خضر علیہ السلام سے معانقہ کرو گے۔ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ نے کہا کہ میں شیخ کے یہاں سے نکلی

تواس وقت شیخ کے پاس کوئی نہ تھا۔ پھر میں نے سنا کہ وہ ایک آدمی سے گفتگوفرمارہے ہیں۔ میں ٹھہرگئی یہاںتک کہ گفتگوختم ہوگئی پھر میں نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کی کہ اے میرے سردار جب میں آپ کے یہاں سے نکلی تھی تو کوئی آدمی نہ تھا۔اوراب آپ کے یہاں سے گفتگو کی آواز آرہی تھی۔ شیخ نے فرمایا کہ خضرعلیہ السلام نجد کی زمین کے زیتوں لے کرآئے تھےاور مجھ سے کہہ رہے تھے کہ یہ زیتون کھالواس میں تمھاری شفا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے زیتون لے جائیں مجھےاس کی حاجت نہیں۔ شیخ کواس وقت جذام کا مرض لاحق تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہواتو گھر کی خالی جگہ سے کوئی کہہ رہا تھالوگ اس کی آوازسن رہے تھے مگر نظرنہیں آتا تھا کہ اللہ کے یہاں ہر ہلاک ہونے والے کا خلیفہ ہے، ہرفوت ہونے والے کاعوض ہےاور مصیبت میں وہ ہے جوثواب سے محروم ہے۔ راوی کہتے ہیں لوگوں نے خیال کیا کہ یہ خضرعلیہ السلام ہیں۔ (بیہقی)

جان لواللہ تم پررحم فرمائے جوخضرعلیہ السلام کے وجود کا انکارکرے وہ غلطی پر ہے۔اسی طرح وہ بھی غلطی پر ہے جو یہ کہے کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے خضرنہیں بلکہ کوئی اور ہے یا جو کہے کہ ہرزمانہ میں کا خضرالگ ہے کہ خضرایک رتبہ ہے جس پر ہرزمانے میں ایک جداشخص قائم کیا جاتا ہے۔

حقیت یہ ہے کہ جوحضرت خضرعلیہ السلام کے وجود کا منکر ہے وہ اپنے

بارے میں اس بات کا معترف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات کی سعادت عطا نہیں فرمائی لیکن اگر وہ سیدنا خضر علیہ السلام سے ملاقات نہیں کرسکا تو کم ازکم اُن کے وجود کی تصدیق سے تو محروم نہ رہے۔ اور تم ابو الفرج بن الجوزی کے کلام سے دھوکہ میں پڑ جانا جو انھوں نے اپنی کتاب ''عجالۃ المنتظر فی شرح حال الخضر'' میں رقم کیا ہے۔ انھوں نے سیدنا خضر علیہ السلام کے وجود کا انکار کیا اور لکھا کہ جو کہے کہ خضر موجود ہیں تو یہ اُس کا وہم، وسوسہ اور ہوس ہے۔ اور علامہ ابن الجوزی نے سیدنا خضر کے عدم وجود پر اللہ کے اس فرمان سے استدلال کیا، ''وماجعلنا لبشر من قبلک الخلد أفان متّ فھم الخٰلد ون۔'' (سورہ انبیاء آیت:۳۴)

بڑی حیرانی ہے اس شخص پر کہ انھوں نے کیسے اِس آیت مبارکہ سے استدلال کرلیا حالانکہ اس آیت میں تو کوئی دلیل نہیں کیونکہ خلد (ہمیشگی) سے مراد ایسی بقاء ہے کہ جس کے بعد موت نہ ہو اور سیدنا خضر علیہ السلام کے حوالے سے ایسا دعویٰ تو کوئی نہیں کرتا بلکہ سیدنا خضر علیہ السلام کے بارے میں طویل عمر کا مؤقف ہے جس کے بعد موت ہے۔ اللہ تم پر رحم کرے کتنی حیرانی کی بات ہے کہ ایک آدمی ابلیس کی طویل عمر کی تصدیق کرے مگر سیدنا خضر علیہ السلام کی طوالت عمر کا انکار کرے۔ نیز بعض حضرات جو یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''اگر خضر زندہ ہوتے تو وہ میری زیارت کرتے۔'' علماء حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ اور کوئی اعتراض کرے کہ اگر سیدنا

خضر کا وجود ہوتا ہے تو احادیث میں اس کا بیان ضرور ہوتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر بات جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کو مطلع فرمایا اُس کا اعلان کرنا آپ لازم نہ تھا۔ اور یہ کیسے ممکن ہے کہ حدیث کریمہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''میرے رب نے مجھے تین علوم عطا فرمائے۔ ایک علم وہ ہے کہ جس کو ظاہر کرنے کا مجھے حکم فرمایا۔ ایک علم وہ ہے جس کو ظاہر کرنے سے مجھے منع فرمایا اور ایک علم وہ ہے کہ جس کے بارے میں مجھے اختیار دیا گیا کہ میں اسے افشاں کروں یا نہ کروں۔'' بعض عارفین نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا خضر علیہ السلام کو اولیاء کی ارواح پر مطلع فرمایا تو انھوں نے اپنے رب سے عرض کی کہ اُن کا رب انھیں دائرہ شہادت میں باقی رکھے تا کہ وہ انھیں (اولیاء) کو عالم شہادت میں ایسے ہی دیکھتے رہیں جیسا کہ انھیں پردہ غیب میں دیکھا تھا۔

شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں تھا۔ ہم مغرب سے اسکندریہ کی طرف آ رہے تھے۔ مجھے ایسی کمزوری لاحق ہوئی کہ میں خود کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔ چنانچہ میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب شیخ نے میری حالت دیکھی تو فرمایا اے احمد! میں نے عرض کی جی میرے سردار۔ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور ملائکہ کو ان کے سامنے سجدہ ریز کیا، انھیں جنت میں پانچ سو سالہ دن کے نصف تک ٹھہرایا پھر انھیں زمین پر اتارا۔ اللہ

کی قسم ! اللہ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اس لئے نہیں اتارا کہ ان کی شان کم ہو جائے بلکہ انھیں اس لئے اتارا کہ تکمیل کر دی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی پیدا کرنے سے پہلے ہی انھیں زمین پر اتار دیا تھا جیسا کہ وہ فرماتا ہے، ''انی جاعل فی الارض خلیفہ'' اللہ نے یہ نہ فرمایا کہ میں جنت میں خلیفہ بنانے والا ہوں یا آسمان میں۔ چنانچہ سیدنا آدم علیہ کا زمین پر اترنا عزت وکرامت کے ساتھ تھا نہ کہ اہانت کے ساتھ۔ وہ جنت میں اللہ کی عبادت تعریف کے ساتھ کرتے تھے پس انھیں زمین پر اتارا گیا تا کہ وہ اللہ کی عبادت تکلیف کے ساتھ کریں۔ پس جب اُن میں دونوں قسم کی عبودیت جمع ہو گئیں تو وہ خلاف کے مستحق ہو گئے۔ اور تمھارے لئے بھی سیدنا آدم علیہ السلام میں سے کچھ حصہ ہے۔ تمھاری ابتداء بھی معارف کی جنت میں روح کے آسمان پر ہوئی پھر تمھیں نفس کی زمین پر اُتار دیا گیا تا کہ تم اللہ کی عبادت تکلیف کے ساتھ کرو۔ اور جب تم میں دونوں قسم کی عبودیت جمع ہو جائیں گی تو تم بھی خلیفہ بننے کے اہل ہو جاؤ گے۔

مجھے شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض ساتھیوں نے خبر دی کہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک رات شریف بونی اور شرف الدین بن مجلی تشریف لائے انھوں نے بتایا کہ وہ دونوں اسکندریہ کے مغرب میں کسی خاتون کے یہاں گئے تھے۔ اُس خاتون نے ہم سے کہا کہ تم دونوں اپنے ہاتھ دکھاؤ۔ پس اس نے ہمارے ہاتھ سونگھ کر کہا تم دونوں نیک بھائی ہو۔ پھر اس نے کہا کہ میں معرفت میں مقامِ حیرت تک پہنچ چکی ہوں اور میں نے عرض کی کہ الٰہی عارفین

اس مقام حیرت سے کس طرح نکلتے ہیں؟ تو مجھے توحید کا حکم دیا گیا۔کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو اُس توحید کو جانتا ہو جس سے عارفین مقامِ حیرت سے نکلتے ہیں؟ ہم نے اس سے کہا کہ ہم تو صرف حصولِ برکت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔پھر شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے دومرتبہ فرمایا کہ سنو! جس کے لئے راستے تنگ ہوگئے ہوں اُسے میری طرف رہنمائی کرو۔ پھر آپ اس خاتون کی سمت متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ توحید جس کے ذریعے عارفین مقامِ حیرت سے نکلتے ہیں وہ ''لا الٰہ الا ھو'' یعنی نہیں ہے کوئی معبود مگر وہی۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو شیخ کے بعض مریدین اس خاتون کی طرف گئے تو وہ کہہ رہی تھی بس مجھے ضرورت نہیں، مجھے ضرورت نہیں۔لہذا ہم نے جان لیا کہ شیخ نے اُسی وقت اس کی مدد کردی تھی۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مصاحب نے بتایا کہ شیخ کی خدمت میں عبدالقادر نقاد تشریف لائے۔شیخ نے ان سے کہا کہ اے عبدالقادر کیا ولی گناہ کرسکتا ہے؟ تو شیخ عبدالقادر نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہاں کرسکتا ہے اگرچہ وہ اس وقت عین حقیقت پر مطلع ہو۔چنانچہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تم اللہ کے ولی ہو۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوران سیاحت میں مغرب میں مسلمانوں کے ایک شہر کے نزدیک ایک غار میں

ٹھہرا ہوا تھا۔ میں نے تین دن سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ تین دن بعد روم کے کچھ لوگ میرے پاس آئے۔ انھوں نے لوگوں نے اپنا جہاز وہاں لنگرانداز کیا تھا۔ جب انھوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ مسلمانوں کا قسیس (عبادت گذار) ہے۔ ان لوگوں نے میرے نزدیک کثیر مقدار میں کھانا اور سالن رکھ دیا۔ میں اس بات پر حیران ہوا کہ اللہ نے مجھے کفار کے ذریعے رزق پہنچا دیا اور مسلمانوں کو اس سے باز رکھا۔ اچانک میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ مرد وہ نہیں کہ جس کی مدد اس کے محبین کے ذریعے کی جائے بلکہ مرد وہ ہے جس کی مدد اس کے دشمنوں کے ذریعے کی جائے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دوران سیاحت میں ایک سرسبز علاقے میں سو رہا تھا۔ اچانک بہت سے درندے آگئے اور میرے گرد چکر لگانے لگے حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور میں نے اُس رات جو اُنس پایا وہ پہلے کبھی نہ پایا تھا۔ بہرحال جب صبح ہوئی تو میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے کچھ مقام انس باللہ (اللہ سے انس) سے حاصل ہوگیا ہے۔ پھر میں ایک وادی میں اترا وہاں ایسے خوبصورت پرندے دیکھے جو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔ جب اُن پرندوں کو میری موجودگی کا احساس ہوا تو وہ دفعۃً اُڑ گئے جس سے میرے دل میں خوف طاری ہوگیا۔ اچانک میں کسی کو کہتے سنا کہ کل تم درندوں سے ساتھ بھی انس میں تھے مگر اب تمھیں کیا ہوگیا کہ پرندوں کے اڑنے سے ڈر گئے، ہاں البتہ کل تم ہمارے ساتھ تھے مگر اب اپنے نفس کے ساتھ ہو۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی سیاحت کے دوران ایک غار میں تھا۔ میں نے عرض کی کہ الٰہی ! میں تیرا شکر گذار بندہ کب بنوں گا؟ تو کسی کہنے والے نے مجھے کہا کہ: جب تم اپنے سوا کسی اور کو نعمت یافتہ نہ سمجھو۔ میں نے عرض کی: الٰہی میں اپنے سوا غیر کو نعمت یافتہ کیوں نہ سمجھوں جبکہ تو نے انبیاء پر نعمت نازل فرمائی، تو نے علماء پر نعمت نازل فرمائی، تو نے بادشاہوں پر نعمت نازل فرمائی؟ تو کہنے والے نے مجھ سے کہا کہ اگر انبیاء نہ ہوتے تو تم ہدایت نہ پاتے۔ اگر علماء نہ ہوتے تو تم پیروی نہ کرتے۔ اگر بادشاہ نہ ہوتے تو تم امن نہ پاتے۔ چنانچہ یہ سب نعمتیں میری جانب سے تمھیں پر ہے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اَسی (۸۰) دن بھوکا رہا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ شاید مجھے اس عمل بڑی کامیابی حاصل ہوگئی ہے۔ اچانک غار سے باہر ایک عورت کہ جس کا چہرہ سورج کی طرح روشن تھا کہنے لگی، خیر سے محروم! خیر سے محروم! اَسی دن بھوکا رہا اور اب اپنے عمل سے اللہ پر دلالت کرتا ہے حالانکہ میں نے چھ ماہ سے کھانا چکھا تک نہیں۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ابتدائی زمانے میں سیاحت میں مشغول تھا۔ مجھے تردد ہوا کہ اطاعت الٰہی اور اذکار کے لئے جنگلوں اور ویرانوں میں رہنا لازم ہے یا علماء و اخیار کی صحبت کے لئے شہروں وآبادی کی طرف لوٹ جاؤں؟ مجھے ایک ولی کے بارے میں بتایا گیا جو پہاڑ کی چوٹی پر تھے۔ میں ان کی جانب چڑھا اور رات کے وقت اُن تک پہنچا۔ میں نے

ارادہ کیا کہ اس وقت ملاقات نہیں کرنی چاہیے۔ پس میں نے غار کے اندر سے انھیں کہتے سنا کہ، ''اے اللہ! لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو اُن کے لئے تیری مخلوق کو مسخّر کردے، پس وہ تجھ سے اِسی بات پر راضی ہو گئے مگر اے اللہ! میں تجھ اپنے لئے مخلوق سے دوری کا سوال کرتا ہوں تا کہ تیرے سوا کسی سے التجا نہ کروں۔'' یہ دعا سن کر میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ دیکھ اے نفس یہ شیخ کس سمندر سے چُلو بھر رہے ہیں۔ پھر جب صبح ہوئی میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں اُن کی ہیبت سے رُعب زدہ ہو گیا۔ میں نے اُن سے عرض کی کہ یا سیّدی! کیا حال ہیں آپ کے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں اللہ کی بارگاہ میں اپنی تسلیم ورضا کی ٹھنڈک کی شکایت کرتا ہوں کہ جس تم اپنی تدبیر واختیار کی گرمی کی شکایت کرتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ یا سیّدی تدبیر واختیار کی گرمی کو تو میں چکھ چکا ہوں اور میں ابھی اسی حال میں ہوں مگر آپ کا تسلیم ورضا کی ٹھنڈک کا شکوٰی کس لئے ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تسلیم ورضا کی حلاوت مجھے اللہ سے غافل نہ کردے۔ میں عرض کی کہ کل رات آپ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! لوگ تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو اُن کے لئے تیری مخلوق کو مسخّر کردے اور تو نے اُن کے لئے خلق کو مسخر کردیا، پس وہ تجھ سے اِسی بات پر راضی ہو گئے مگر اے اللہ! میں تجھ سے اپنے لئے مخلوق سے دوری کا سوال کرتا ہوں تا کہ تیرے سوا کسی سے التجا نہ کروں۔ وہ بزرگ میری یہ بات سن کر مسکرا دیئے اور کہا کہ اے میرے بیٹے آپ کہتے ہو کہ ''اے اللہ میرے لئے اپنی مخلوق کو مسخر کردے'' اس

جملے کے بجائے یوں کہا کرو کہ ''اے رب تو میرا ہوجا'' اب بتاؤ کہ جب وہ تمھارا ہوجائیگا تو کون سی چیز باقی رہ جائیگی؟ چنانچہ اس تقصیر کی کیا حاجت ہے۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرا ایک رفیق ایک غار میں آٹھہرے تاکہ اللہ تک پہنچ سکیں۔ ہم ہر روز یہی کہتے تھے کہ کل ہمارا لئے باب قرب کھل جائیگا یا پرسوں تک فتح حاصل ہوجائیگی۔ پس اچانک ایک پر ہیبت شخص ہماری پاس آیا۔ ہم نے اس سے کہا تم کون ہو؟ اُس نے کہا کہ میں عبدالملک ہوں، ہم سمجھ گئے کہ یہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ ہم نے اس سے کہا کہ آپ کے کیا حال ہیں؟ اُس نے جواباً کہا کہ اُس کا کیا حال ہوگا جو کہتا ہے کہ کل ہمیں فتح حاصل ہوجائیگی، اگلے دن ہمیں فتح حاصل ہوجائیگی، کوئی ولایت نہیں کوئی فلاح نہیں۔ اے نفس تو اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتا؟ پھر وہ غائب ہوگیا، ہمیں پتہ بھی نہ چلا کہ وہ کہاں سے آیا اور کہاں چلا گیا۔ چنانچہ ہم نے اللہ بارگاہ میں توبہ واستغفار کی تو ہمیں کامیابی حاصل ہوگئی۔

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیر صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش شیخ کو اسم اعظم معلوم ہو؟ پیر صاحب کے کم عمر بیٹے نے کہا جو اس وقت میرے نزدیک ہی تھا کہ اے ابوالحسن اسم اعظم جان لینا کوئی بڑی بات نہیں، بات تو ہے کہ بندہ خود عین اسم اعظم ہوجائے۔ پیر صاحب جو اس وقت مکان کے درمیان میں تھے

فرمایا کہ ٹھیک کہا اور میرے بیٹے نے تمھیں فراست دیدی ہے۔

امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ آپ سماع کیوں نہیں سنتے؟ آپ نے جواب دیا کہ مخلوق سے سننا دوری ہے۔

ہمارے ایک صاحب نے بتایا کہ کسی نے امام ابوالحسن شاذلی سے عرض کی کہ وہ قاضی تاج الدین بن بنت الأعز کے یہاں اس کی شفارش کردیں کہ وہ اس کا راشن دس درہم سے زیادہ کردے۔ چنانچہ امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ قاضی کے یہاں تشریف لے گئے۔ قاضی نے آپ کی آمد کو سعادت جانا اور عرض کی کہ یا سیدی آپ کیسے تشریف لائے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص کے لئے آیا تا کہ آپ اس کا راشن میں دس درہم سے زیادہ کردیں۔ قاضی تاج الدین نے کہا کہ یا سیدی میں نے اس شخص کے لئے فلاں جگہ سے اتنا اور فلاں جگہ سے اتنا اور زیادہ کردیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے تاج الدین! تم مؤمن کے بارے میں دس درہم کو زیادہ نہ جانو کیونکہ اللہ بھی مؤمن کے لئے صرف جنت پر قناعت نہیں کریگا بلکہ اس میں بھی وجہہ کریم (چہرہ جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) کی زیارت کا اضافہ کریگا۔

امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی حدیث شریف سنی کہ میرے دل پر بھی غبار آتا ہے چنانچہ میں ایک دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ مجھے اس حدیث شریف کے معنی میں اشکال وارد ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے مبارَک (برکت والے)! وہ انوار کا غبار ہے نہ کہ اغیار کا۔

امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سنی کہ ''جس کے دل میں فقر کا خوف ٹھہر جائے (گھر کر جائے) اس کا عمل بلند نہیں ہوتا'' چنانچہ میں ایک سال تک اسی گمان میں رہا کہ میرا کوئی عمل بلند نہیں ہوتا اور میں خیال کرتا کہ اس سے کون بچ سکتا ہے؟ چنانچہ مجھے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی خواب میں زیارت ہوئی ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے کہ ''اے مبارک! تم نے اپنے نفس کی ہلاکت میں ڈال دیا۔خطرہ اور ٹھہر جانے میں فرق کرو۔(یعنی اندیشہ رزق سے عمل میں فرق نہیں پڑتا بلکہ فقر کا خوف اگر دل میں گھر کر جائے تو عمل بلند نہیں ہوتا۔)

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ دل سے دنیا کی محبت نکلنے کی کیا علامت ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔انھوں نے فرمایا کہ اس کی علامت یہ ہے کہ جب ہو تو خرچ کرے اور نہ ہو تو راحت پائے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا دل روشن ہو گیا پس میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کے ملکوت کی سیر کرتا رہا حتی کہ مجھ سے خطا سرزد ہو گئی تو میں اس کے مشاہدے سے روک دیا گیا۔ مجھے حیرانی ہوئی کہ اس قدر

چھوٹی بات کی وجہ سے اتنی بڑی بات سے روک دیا گیا ہوں۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ بصیرت آنکھ کی بصارت کی طرح ہے، چھوٹی سی چیز بھی اس میں پڑ جائے تو دکھائی دینا بند ہو جاتا ہے۔

اب ہم گفتگو کو لگام دیتے ہیں کہ کہیں کتاب کے مقصود نہ نکل جائیں وگرنہ شیخ کا کلام تو اتنا مشہور ہے کہ ہمیں اس سے متعلق آگاہی دینے کی ضرورت نہیں۔ اور جو کچھ میں نے یہاں ذکر کیا ہے وہ عموماً ان کی طرف منسوب کلام میں نہیں پایا جاتا۔ اُن کا کچھ کلام تو مقدمہ میں گذرا اور ان شاء اللہ کچھ دوران کتاب آئے گا۔ اور تمھارے لئے تو شیخ کا وہ کلام کافی ہے جو انھوں نے قطب کی کرامات،، خصوص وعموم کے طریق، علوم وحقائق واسرار سے متعلق ہے۔ اور ان کے الفاظ کی حلاوت اور کثیر معانی پر مشتمل ہونے کے باوجود ایجاز بھی حیران کن ہے اور جو ہیبت ان کے کلام کو پڑھ کر یا سن کر طاری ہوتی ہے وہ تمھیں صوفیاء کے کلام میں بہت کم ملے گی۔

اور قطب کے حوالے سے آپ نے جو فرمایا وہ یہ ہے، ’’قطب کی پندرہ کرامات ہوتی ہیں۔ پس جو کوئی قطبیت یا کسی مقام کا دعویٰ کرے تو اسے ضروری ہے کہ وہ مدد رحمت، عصمت، خلافت، نیابت اور حاملین عرش عظیم کی مدد سے ظاہر ہو۔ اس کے لئے حقیت ذات اور احاطہ صفات کو ظاہر کردیا جاتا ہے۔ قطب کو حکم اور دو وجودوں کے درمیان جدائی، اول کی اول سے جدائی، جو کچھ اس کی انتہا تک جدا ہوا، جو اس میں ثابت ہوا، ماقبل اور مابعد جو حکم کیا گیا، اس کا حکم

کہ جس کے قبل کچھ نہ ہو اور جس کے بعد کچھ نہ ہو، ہدایت کا علم یعنی ایسا علم جو ہر علم اور ہر معلوم کی ابتداء کے سرا اول سے اس کی انتہا تک محیط ہو اور پھر اسے کی جانب لوٹے، اِن تمام علوم سے معزز کیا جاتا ہے۔

اسی طرح کی بات عارف باللہ ابوعبداللہ حکیم ترمذی نے کتاب ختم الأولیاء میں ذکر فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی ولایت کا دعویٰ کرے تو اس سے کہا جائے کہ تم ہمیں منازل اولیاء بتاؤ پھر انھوں نے کچھ مسائل بیان کئے کہ جس ولایت کا دعویٰ کرنے والے کو جانچا جائے۔

شیخ مکین الدین اسمر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خبر دی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں تصوف کے ایک مسئلے میں چالیس سال ٹھہرا رہا اور مجھے کوئی نہ ملا جو اس کے بارے میں بتائے اور میری مشکل کو حل کرے یہاںتک کہ شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ وارد ہوئے تو انھوں نے میری تمام اشکال دور فرمادیں۔ اور جب شیخ صدرالدین قونوی مصر میں سرکاری قاصد کی حیثیت سے تشریف لائے ان کی ملاقات شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ انھوں نے امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مختلف علوم پر گفتگو فرمائی اور امام ابوالحسن شاذلی اس دوران سر جھکائے بیٹھے رہے یہاںتک کہ شیخ صدرالدین قونوی نے اپنی گفتگو مکمل کی۔ پس امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا کہ مجھے بتائیں آج زمانے کا قطب کہاں ہے؟ اُس کا دوست کون ہے؟ اور اُس کے علوم کیا ہیں؟ شیخ صدرالدین یہ سن کر خاموش ہو گئے اور انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریق غنی اکبر، توصیل عظیم ہے حتی کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ وہ نہیں جو تجھے مشقت میں ڈالے بلکہ شیخ تو وہی ہے جو تجھے تیری راحت کی جانب رہنمائی کرے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارکہ پر بہت لوگوں کی تربیت ہوئی، جن میں شیخ ابوالحسن صقلی ہیں جو مغرب میں قیام پذیر ہوئے اور یہ اکابر صدیقین میں سے تھے۔ اسی طرح عبداللہ جیبی ہیں جو اکابر اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ان لوگوں میں سے بعض وہ تھے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کی معیت میں مصر کی طرف ہجرت کی جیسے کہ ہمارے سردار، صوفیہ کی حجت، اہل خصائص کی نشانی شہاب الدین احمد بن عمر انصاری مُرسی رحمۃ اللہ علیہ۔ اوران میں محمد قرطبی، ابوالحسن بجاوی، ابوعبداللہ بجائی، وجھانی اور خراز بھی شامل ہیں۔ آپ کے ہاتھ پر تربیت پانے والوں میں سے کچھ وہ لوگ ہیں جو مصر میں آپ کی صحبت میں آئے جیسے کہ شیخ مکین الدین اسمر، شیخ عبدالحکیم، شیخ شریف بونی، شیخ عبداللہ لقانی، شیخ عثمان بورنجی اور شیخ امین الدین جبریل۔ ان تربیت پانے والے تمام حضرات کے علوم، اسرار، اشارات اور مریدین ہیں۔ ہم نے ان کی کرامات وخصائص کو چھوڑ دیا تاکہ ہم کتاب کے مقصد سے نہ ہٹ جائیں۔

امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ شیخ عبدالسلام ابن مشیش رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ اور شیخ عبدالسلام ابن مشیش رحمۃ اللہ علیہ خود کو شیخ عبدالرحمٰن مدنی کی طرف منسوب کرتے ہیں پھر یہ سلسلہ نوجوانان جنت کے سردار

سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

میں نے ہمارے شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ ہمارا طریق نہ تو مشارقہ کی طرف منسوب ہے اور نہ مغاربہ کی طرف بلکہ ایک بعد ایک سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور وہی سب سے پہلے قطب ہیں۔ اور مشائخ کی تعیین تو ان لوگوں کے لئے لازم ہے کہ جن کی طرف انسان کا طریق منسوب کیا جاتا ہے یعنی جن کا طریق جبہ پہننا ہے۔ بے شک یہ بھی ایک روایت ہے۔ اور روایت متعین ہوتی ہے اُس کے رجال کی سند کے ساتھ۔ اور یہ ہدایت ہے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنی جانب کھینچ لیتا ہے چنانچہ اس پر کسی استاد کا احسان نہیں ہوتا۔ اور تحقیق ایسا شخص اپنے امر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمع کر لیتا ہے پس وہ انھیں سے حاصل کرتا ہے اور یہ اس کے کافی ہوتا ہے۔

مجھ سے شیخ مکین الدین اُسمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی نے نہیں کی۔ اور شیخ مکین الدین نے شیخ عبدالرحیم قناوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ پر کسی احسان نہیں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر فضل کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے استاد سے مستغنی کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس کا کوئی سلف نہیں ہوتا ہے۔ کسی بادشاہ نے اپنے جلیس سے کہا کہ میں تمھیں وزیر بنانا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ اس سلسلے میں میرا کوئی سلف نہیں

ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں تمھیں تمھارے بعدوالوں کے لئے سلف بنانا چاہتا ہوں۔

ہمیں اسی قدر کلام پر اقتصار کرتے ہیں کہ یہ شیخ امام ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی پہچان کے لئے کافی ہے وگرنہ معاملہ تو ایسا ہے جیسا کہ شاعر نے کہا

وقد وجدت مکان القول ذا سعۃ   فان وجدت لسانا قائلا فقل

ترجمہ: تجھے بڑی بات کہنے کا موقع ملا ہے   پس اگر تیرے پاس زبان ہے تو کہہ دے

ہم نے اس کتاب کی ابتداء شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے کی اگرچہ ہماری غرض ہمارے شیخ ابوالعباس مُرسی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب ذکر کرنا تھی مگر ہم ایسا دو وجوہ کی بناء پر کیا ہے۔

پہلی وجہ یہ کہ یہ کلام بھی شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی تعریف ہے کیونکہ تابع (اتباع کرنے والے) کا شرف متبوع (جس کی اتباع کی جائے) کے شرف سے ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ خود شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہ ہی طریقہ تھا کہ انھوں نے بھی شیخ ابوالحسن شاذلی کے خصائص بیان کئے ہیں یہانتک کہ ایک شخص نے کہا کہ: اے میرے سردار ہم دیکھتے ہیں کہ آپ عموما یوں کہتے ہیں کہ "شیخ نے فرمایا" اور بہت کم آپ اپنی ذات کی جانب کوئی بات منسوب کرتے ہیں۔ شیخ ابوالعباس نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں چاہوں کہ سانسوں کی تعداد کے برابر کہوں اللہ نے فرمایا تو میں کہہ سکتا ہوں، اگر میں چاہوں

کہ سانسوں کی تعداد کے برابر کہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو میں کہہ سکتا ہوں ، اور اگر میں چاہوں کہ سانسوں کی تعداد کے برابر کہوں میں نے کہا تو میں کہہ سکتا ہوں ۔ لیکن میں یونہی کہوں گا کہ شیخ نے فرمایا اور شیخ (ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ) کے ادب کی وجہ سے اپنا ذکر نہ کرونگا۔

دوسرے باب سے متعلق کلام تمام ہوا اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہے۔